العقيدة الصحيحة وما يضادها

صحیح عقیدہ اور اس کے منافی امور

صحیح عقیدہ اور اس کے منافی امور

تالیف

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

مقدمہ

ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا ہے اور درود وسلام ہو اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ کے آل واصحاب پر بھی درود وسلام ہو۔

اما بعد! چونکہ صحیح عقیدہ ہی مذہب اسلام کی بنیاد اور ملت اسلامیہ کی اساس ہے، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اسے ہی محاضرے کا موضوع بنایا جائے۔ کتاب و سنت سے ماخوذ شرعی دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ انسان کے اعمال و اقوال اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب ان کی بنیاد صحیح عقیدے پر رکھی گئی ہو۔ عقیدہ اگر باطل ہو تو اس سے نکلنے والے اعمال و اقوال بھی باطل ٹھہرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ٥﴾

"کل پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو۔ منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔" [سورہ المائدہ: 5] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ٦٥﴾

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا". [سورہ الزمر: 65] اس معنی کی بہت سی آیتیں موجود ہیں، اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحیح عقیدے کا خلاصہ ہے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور بھلی بری تقدیر پر ایمان رکھنا۔ یہی چھ باتیں صحیح عقیدے کی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں اور انہی چھ باتوں کے ساتھ اللہ کی کتاب اتری ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ ان چھ بنیادی باتوں سے ہی وہ سارے غیبی امور اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی بتائی ہوئی ساری باتیں نکلتی ہیں جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ ان چھ بنیادی باتوں کے دلائل اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں،ان میں سے ایک دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾

"ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتاب پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو"۔ (سورہ بقرہ: 177) ایک اور جگہ اس کا فرمان ہے :

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾

"رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔" [سورہ بقرہ : 285] اسی طرح اللہ کا فرمان ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ١٣٦﴾

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔" [سورہ النساء: 136] اسی طرح اس کا فرمان ہے :

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ٧٠﴾

"کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے،یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ

ہے، اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔" [سورہ الحج: 70] رہی بات ان چھ بنیادی باتوں پر دلالت کرنے والی صحیح حدیثوں کی، تو ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اس زمرے میں وہ مشہور صحیح حدیث بھی داخل ہے جسے امام مسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے جواب دیا: «الإيمان أن تؤمن بالله، وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره» الحديث، "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لائے"۔[1] اسے بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان چھ اصولوں سے اللہ تعالی اور آخرت وغیرہ سے متعلق وہ سارے غیبی امور نکلتے ہیں، جن کا عقیدہ رکھنا ایک مسلمان پر واجب ہے۔

[1] صحيح مسلم الإيمان (8)، سنن ترمذي الإيمان (2610)، سنن نسائي الإيمان وشرائعه (4990)، سنن أبی داود السنة (4695)، سنن ابن ماجه مقدمة (63)، مسند احمد (27/1)۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اس بات پر ایمان کہ صرف اللہ ہی برحق معبود اور عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اللہ پر ایمان کے اندر اس بات پر ایمان داخل ہے کہ اللہ ہی بر حق معبود اور عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے،کیوں کہ وہی بندوں کا خالق، ان پر احسان کرنے والا، انھیں روزی دینے والا، ان کے ظاہر و باطن سے واقف، اطاعت گزاروں کو ثواب اور نافرمانوں کو عذاب دینے کی قدرت رکھنے والا ہے، اس نے اپنی اسی عبادت کے لیے جن و انس کو پیدا کیا ہے، او رانہیں اس کا حکم بہی دیا ہے, اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ٥٦﴾

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔" [سورہ الذاریات، آیت: 56]۔

﴿مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ٥٧﴾

"نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔" [سورہ الذاریات: 57]

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ٥٨﴾

"اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے"۔ [سورہ الذاریات: 58] اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ٢١﴾

"اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا۔ یہی تمھارا بچاؤ ہے"۔ [سورہ البقرۃ: 21]

﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ٢٢﴾

"جس نے تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کرکے تمھیں روزی دی۔ خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو"۔ [سورہ البقرۃ: 22] اللہ نے اسی حق کو بیان کرنے، اس کی جانب لوگوں کو بلانے اور اس کی مخالف چیزوں سے آگاہ کرنے کے لیے رسولوں کو بھیجا ہے اور کتابیں اتاری ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔" [سورہ النحل: 36]۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ٢٥﴾

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو"۔ [سورہ الأنبیاء: 25]۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿الر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ١ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنَّنِي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ٢﴾

"الرٰ، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں"۔ [سورہ ہود: 1-2] اس عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ دعا، خوف، امید، نماز، روزہ، ذبح اور نذر وغیرہ جن کاموں کو عبادت کے طور پر کرتا ہے، انھیں صرف اللہ کے لیے, خضوع وفروتنی کی حالت میں، اس کی رضا کی چاہت رکھتے ہوئے، اس کے غضب سے ڈرتے ہوئے، ساتھ ہی اس سے کمال درجے کی محبت

رکھتے ہوئے اور اس کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہوکر انجام دے۔ قرآن کا بیش تر حصہ اسی اہم ترین اصل پر مشتمل ہے۔ مثلا اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ٢ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾

"پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے"۔ [سوہ الزمر: 2-3] ایک اور مقام پر اس کا فرمان ہے :

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ﴾

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔" [سورہ الاسراء: 23] اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ١٤﴾

"تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں"۔ [سورہ غافر: 14] جب کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا». "بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے

کہ بندے اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں"۔[1]

اللہ کے فرض کردہ اسلام کے پانچ ظاہری ارکان پر ایمان رکھنا

اللہ پر ایمان کے اندر اللہ کے فرض کردہ اسلام کے سبھی پانچ ظاہری ارکان پر ایمان رکھنا بھی شامل ہے۔ یہ پانچ ارکان ہیں اس بات ;کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور قدرت ہونے پر اللہ کے مقدس گھر کعبہ کا حج کرنا۔ ان کے علاوہ وہ سارے دوسرے فرائض بھی اس میں داخل ہیں، جو شریعت مطہرہ میں بیان ہوئے ہیں۔

پھر ان ارکان میں بھی سب سے اہم رکن اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے رسول ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" کی گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا کسی اورکی عبادت نہ کی جائے۔ یہی "لا الہ الا اللہ" کے معنی

---

[1] صحیح بخاری الجهاد والسیر (2701)، صحیح مسلم الایمان (30)، سنن ترمذی الایمان (2643)، سنن ابن ماجہ الزهد (4296) اور احمد (238/5)۔

ہیں۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ: اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے سوا جن انسانوں، فرشتوں یا جنوں وغیرہ کی پوجا کی جاتی ہے، سب باطل معبود ہیں۔ برحق معبود صرف اللہ ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ﴾

"یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں"۔ [سورہ الحج: 62] پیچھے اس بات کا ذکر آ چکا ہے کہ اللہ نے اسی اصل اصیل کے لیے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے، انھیں اسی کا حکم دیا ہے، اسی پیغام کے ساتھ اپنے رسولوں کو بھیجا ہے اور اسی کو بیان کرنے کے لیے اپنی کتابیں اتاری ہیں۔ اس لیے اس پر بہترین انداز میں غور و فکر کرنی چاہیے اور اسے اچھے سے سمجھ لینا چاہیے، تاکہ وہ بھیانک جہالت واضح ہو سکے جو اس اصل عظیم کے تعلق سے اکثر مسلمانوں کے یہاں پائی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں انھوں نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت شروع کر دی ہے اور اس کے خالص حق کو دوسروں پر صرف کرنے کی غلطی کر بیٹھے ہیں، ہمیں اللہ اس سے بچائے!

اس بات پر ایمان کہ اللہ ہی دنیا کا خالق، اس کے سارے امور کی تدبیر کرنے والا اور اپنے علم و قدرت کے مطابق اس کے بارے میں سارے فیصلے لینے اور انہیں نافذ کرنے والا ہے

اللہ پر ایمان کے اندر یہ بات داخل ہے کہ اللہ ہی دنیا کا خالق، اس کے سارے امور کی تدبیر کرنے والا اور اپنے علم و قدرت کے مطابق ان کے بارے میں جس طرح کا چاہے تصرف کرنے والا ہے۔ وہی دینا و آخرت کا مالک اور ساری کائنات کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ اس نے بندوں کی اصلاح اور انہیں دنیا و آخرت میں ان کی فلاح و صلاح کی جانب بلانے کے لیے رسولوں کو بھیجا ہے اور کتابیں اتاری ہیں۔ پھر یہ کہ ان تمام امور میں اللہ تعالی کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ٦٢﴾

"اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے"۔ [سورہ الزمر: 62] ایک اور جگہ اس کا فرمان ہے :

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ

﴿وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ٥٤﴾

"بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔" [سورہ الأعراف: 54]

اللہ کے اسمائے حسنی اور بلند اوصاف پر ایمان رکھنا,تحریف وتعطیل اور تکییف وتمثیل سے دور رہتے ہوئے۔

ایمان باللہ کے اندر یہ بات بھی داخل ہے کہ اس کی کتاب عزیز میں وارد اور اُس کے رسولِ امین سے ثابت اس کے اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات پر ایمان رکھا جائے۔ اس معاملے میں نہ کسی تحریف سے کام لیا جائے، نہ تعطیل سے، نہ ان کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ ان کی مثال دی جائے۔ یہ ضروری ہے کہ انھیں اسی طرح گزار دیا جائے جس طرح وہ وارد ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کے عظیم معانی پر بھی ایمان

رکھا جائے۔ اللہ کو ان اسما و صفات سے اس کے شایان شان انداز میں متصف کرنا ہوگا اور اس معاملے میں اسے اس کی کسی بھی مخلوق کے مشابہ نہیں مانا جائے گا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

"اس کے جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا‘ دیکھنے والا ہے۔" [الشوری: 11] ایک دوسری جگہ اس کا فرمان ہے:

﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٧٤﴾

"پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔ [سورہ النحل: 74] یہ اہل سنت والجماعت , جو اصحابِ رسول اور اچھے ڈھنگ سے اُن کی پیروی کرنے والے ہیں، کا عقیدہ, جسے امام ابوالحسن أشعری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المقالات“ میں محدثین اور اہلِ سنت سے نقل کیا ہے اور جسے دیگر اہلِ علم وایمان نے بھی نقل کیا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”زہری اور مکحول سے صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ان کو ایسے ہی مانا جائے جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں۔“ ولید بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”امام مالک، اوزاعی، لیث بن سعد اور سفیان ثوری رحمہم اللہ سے صفاتِ باری تعالیٰ

کے بارے میں وارد احادیث و روایات کے بارے میں پوچھا گیا تو اُن سب نے کہا: اُن کو ویسے ہی تسلیم کرو جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں اور ان کی کیفیت مت بیان کرو“۔ اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”ہم اس وقت کہا کرتے تھے، جب تابعین بڑی تعداد میں موجود تھے: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے عرش پر ہے۔ نیز ہم حدیث میں وارد صفات پر ایمان رکھتے ہیں“۔ جب امام مالک کے استاذ ربیعہ بن ابو عبدالرحمن رحمہما اللہ سے استواء (علی العرش) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ”استواء تو مجہول نہیں ہے، لیکن اس کی کیفیت انسانی عقل و دانش سے باہر کی بات ہے۔ اللہ نے پیغام دیا، رسول کا کام اس کی ترسیل اور ہمارا کام اُس کی تصدیق ہے“۔ جب امام مالک رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ”استواء معلوم ہے، اُس کی کیفیت مجہول ہے، اُس پر ایمان لانا واجب اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے“۔ پھر انہوں نے پوچھنے والے سے کہا: ”تم بُرے آدمی لگ رہے ہو!" پھر ان کے حکم سے اسے مجلس سے نکال دیا گیا۔

اسی معنی کا ایک قول ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ امام ابو عبدالرحمن بن مبارک کہتے ہیں : "ہم اپنے پاک پروردگار کے بارے میں اتنا جانتے ہیں کہ وہ اپنے آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے اور اپنی مخلوق سے جدا ہے"۔ اس باب میں ائمہ کے

بے شمار اقوال موجود ہیں۔ اس جگہ سب کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی اس طرح کے مزید اقوال جاننے کا خواہش مند ہو، تو اُسے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے، جنہیں علمائے سنت نے اس باب میں لکھا ہے۔ جیسے عبداللہ بن امام احمد کی کتاب 'السُنّہ'، جلیل القدر امام محمد بن خزیمہ کی کتاب 'السُنّہ'، ابوالقاسم اللالکائی طبری کی کتاب 'السُنّہ'، ابوبکر بن ابوعاصم کی کتاب 'السُنّہ' نیز شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے وہ جوابات، جو انہوں اہل حماۃ کے لئے لکھے ہیں۔ یہ بڑے عظیم اور مفید جوابات ہیں۔ ان کے اندر علامہ رحمہ اللہ نے اہلِ سنت کا عقیدہ بیان کیا ہے اور اُن کے بے شمار اقوال اور شرعی و عقلی دلائل بھی ذکر کیے ہیں، جو اہل سنت کے عقائد کی صحت اور ان کے مخالفین کی باتوں کے رد پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح اس سلسلے میں اُن کا وہ رسالہ بھی کافی اہم ہے، جو ''التدمریہ'' کے نام سے موسوم ہے اور جس میں اس مسئلے کا شرح و بسط کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں اہل سنت کے عقیدے کو عقلی اور منطقی دلائل سے بیان کرنے کے ساتھ مخالفین کے موقف کا دنداں شکن جواب بھی دیا گیا ہے، جس سے حق واضح اور باطل کا پردہ فاش ہوجاتا ہے، ہر اُس اہلِ علم کے لیے جو نیک نیتی اور رغبت کے ساتھ حق کی معرفت کا جویا ہو۔ نیز یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسما و صفات کے باب میں

اہلِ سنت کے عقیدے کا جو بھی مخالف ہے وہ لازمی طور پر نقلی اور منطقی دلائل کی مخالفت کا شکار ہے، ساتھ ہی وہ جس مسئلہ کا بھی اثبات اور نفی کرتا ہے اس میں واضح طور پر تناقض کا شکار ہو جاتا ہے۔

جب کہ اس کے برخلاف اہل سنت والجماعت نے اللہ تعالی کے لیے ان امور کو ثابت کیا ہے، جنھیں خود اللہ نے اپنی کتاب میں یا اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی صحیح سنت میں ثابت کیا ہے۔ لیکن اس اثبات میں تمثیل کا شائبہ تک نہیں ہے۔ انھوں نے اللہ کو اس طرح پاک قرار دیا ہے کہ اس میں اسے صفات سے عاری قرار دینے جیسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ اس طرح وہ تناقض سے محفوظ رہے اور انھوں نے سارے دلائل پر عمل بھی کر لیا۔ ہوتا بھی یہی ہے کہ جو رسولوں کے لائے ہوئے حق کو مضبوطی سے تھامے رہتا ہے اور اپنی طلب میں مخلص ہوتا ہے، اسے اللہ حق پر کاربند رہنے کی توفیق دیتا ہے اور اس کے سامنے اس کے دلائل روشن کر دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾

"بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں۔ پس سچ جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہو

جاتا ہے"۔ [سورہ الانبیاء: 18] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا٣٣﴾

"یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے، ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتادیں گے"۔ [سورہ الفرقان: 33]. حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر میں اللہ تعالی کے فرمان : ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾ [الاعراف: 54] کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اس سلسلے بڑی اچھی بات کہی ہے، جس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اسے یہاں نقل کر دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں : "اس مقام پر لوگوں نے بہت ساری باتیں کہی ہیں، جنھیں بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ہم اس مقام پر سلف صالح؛ مالک، اوزاعی، ثوری، لیث بن سعد، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ جیسے قدیم و جدید ائمہ کے طریقے پر چلیں گے، جن کا طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کی آیتوں کو ہو بہو اسی طرح مان لیا جائے جس طرح یہ آئی ہوئی ہیں۔ ان کے اندر بیان کیے گئے صفات کی نہ کیفیت بیان کی جائے، نہ تشبیہ دی جائے اور نہ اللہ کو ان سے عاری مانا جائے۔ جب کہ ان آیتوں کا جو ظاہری مفہوم تشبیہ دینے والوں کے ذہن و دماغ میں فوری طور پر آتا

ہے، اسے اللہ تعالی کے لیے ثابت نہیں مانا جا سکتا۔ کیوں کہ اللہ اپنی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے اور دنیا کی کوئی چیز اس کے جیسی نہیں ہے۔ لیکن وہ سننے والا اور دیکھنے والا بھی ہے۔ اصل بات وہی ہے، جو متعدد ائمہ، جن میں امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد بھی شامل ہیں، نے کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جس نے اللہ کو اس کی مخلوق کے مشابہ کہا، وہ کافر ہے اور جس نے کسی ایسی بات کا انکار کیا جس سے اللہ نے خود کو متصف کیا ہے، وہ بھی کافر ہے۔ جب کہ جن چیزوں سے اللہ نے خود کو یا اس کے رسول نے اسے متصف کیا ہے، ان کے اندر تشبیہ جیسی کوئی بات نہیں ہے۔ لہذا جس نے اللہ کے لیے ان باتوں کو اس کے شایان شان انداز میں ثابت کیا جنھیں اللہ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے یا جنھیں اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے اللہ کے لیے ثابت کیا ہے اور اسے نقائص سے پاک کہاتو اس نے ہدایت کے راستے پر چل کر دکھایا۔"

فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان کے اندر ان پر اجمالی اور تفصیلی دونوں ایمان شامل ہیں۔ ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی اطاعت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور ان کی صفت یہ بتائی ہے کہ وہ باعزت بندے

ہیں، کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند رہتے ہیں۔ (اس کا ارشاد ہے):

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ٢٨﴾

"وہ ان کے آگے پیچھے تمام امور سے واقف ہے۔ وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں"۔ [الأنبياء: 28] فرشتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کچھ لوگ عرش کو اٹھائے رکھنے پر مامور ہیں۔ کچھ لوگ جنت و جہنم کے داروغہ ہیں۔ جب کہ کچھ فرشتوں کے ذمے لوگوں کے اعمال لکھنے کا کام ہے۔ جن فرشتوں کا نام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے لیا ہے، جیسے جبریل، میکائیل، جہنم کے داروغہ خازن اور صور پھونکنے کے کام پر مامور فرشتہ اسرافیل، جس کا ذکر صحیح حدیثوں میں موجود ہے، وغیرہ ہم ان پر تفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: «خلقت الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لكم» "فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنات کو آگ کے دہکتے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم کو اس شے سے پیدا کیا گیا ہے، جس کی صفت (اللہ

تعالیٰ نے) تمھیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)"۔[1]
اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

کتابوں پر ایمان کا بھی یہی حال ہے۔ سب سے پہلے اس بات پر اجمالی ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ نے حق کو بیان کرنے اور اس کی جانب لوگوں کو بلانے کے لیے اپنے نبیوں اور رسولوں پر کچھ کتابیں اتاری ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾

"یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا، تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔" [سورہ الحدید: 25] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ﴾

"دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوش خبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر

---

[1] مسلم، کتاب الزهد والرقائق (2996)، احمد (153/6).

بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہوجائے"۔ [سورہ البقرہ: 213]

جب کہ اللہ نے جن کتابوں کی نشان دہی ان کے نام کے ساتھ کی ہے، جیسے تورات، انجیل، زبور اور قرآن، ہم ان پر تفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن سب سے افضل اور سب سے آخری آسمانی کتاب ہے، جو پچھلی کتابوں کی نگراں اور ان کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔ اس کی اتباع کرنا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی صحیح حدیثوں کے ساتھ اسے فیصل ماننا پوری امت پر فرض ہے۔ کیوں کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو سارے جنوں اور انسانوں کی جانب رسول بناکر بھیجا ہے اور آپ پر اس قرآن کو اتارا ہے، تاکہ آپ اس کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کریں۔ اللہ نے اسے دلوں کے لیے شفا، ہر چیز کا واضح حل اور ہدایت و رحمت بھی بنایا ہے۔ اس کا فرمان ہے:

﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ١٥٥﴾

"اور یہ ایک کتاب ہے، جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو"۔ [سورہ الانعام: 155] اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ﴾

"اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کو کھول دینے والی، اور مسلموں کے حق میں ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔" [سورہ النحل:89] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ١٥٨﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، جو تمام آسمانوں اور زمین کا مالک اور بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی (ان پڑھ) پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اس (نبی) کی اتباع کرو، تاکہ تم ہدایت پا سکو"۔ [الأعراف: 158]. اس معنی و مفہوم کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

رسولوں پر ایمان

اسی طرح رسولوں پر بھی اجمالی و تفصیلی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کی جانب انہی میں سے کچھ لوگوں کو رسول بناکر خوش خبری دینے، ڈرانے والے اور حق کی دعوت دینے والے بناکر بھیجا ہے۔ لہذا جس نے ان کی دعوت قبول کر لی وہ سعادت سے ہم کنار ہوا اور جس نے ان کو ٹھکرا دیا، وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی اور سب سے افضل نبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔" [سورہ النحل: 36]۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾

"ہم نے انھیں رسول بنایا ہے، خوش خبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے؛ تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ

نہ جائے۔" (سورہ النساء: 165) ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

"(لوگو) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ نہیں، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اورخاتم النبیین ہیں۔" [سورہ الأحزاب: 40]. جن نبیوں کا نام اللہ نے لیا ہے یا جن کا نام اس کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے ثابت ہیں، ہم ان پر تفصیل و تعیین کے ساتھ ایمان رکھیں گے۔ جیسے نوح، ہود، صالح اور ابراہیم علیھم السلام جیسے نبی۔

آخرت کے دن پر ایمان

جہاں تک آخرت کے دن پر ایمان کی بات ہے،

تو اس کے اندر موت کے بعد واقع ہونے والی تمام باتوں پر ایمان شامل ہے۔ جیسے قبر کا فتنہ، اس کا عذاب اور اس کی نعمت، قیامت کے دن رونما ہونے والے بھیانک اور مشکل حالات، صراط، میزان، حساب، جزا، لوگوں کو ان کے صحیفے دیے جانا اور دائیں یا بائیں ہاتھ یا پھر پیٹھ کے پیچھے سے صحیفوں کو حاصل کرنا وغیرہ۔ اس کے اندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کو دئے جانے والے حوض پر ایمان اور

جنت و جہنم اور ایمان والوں کو حاصل ہونے والے اپنے رب کے دیدار اور اس سے بات کرنے کی سعادت وغیرہ، جن کا قرآن پاک اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی صحیح سنت میں ہے، پر ایمان بھی شامل ہے۔ ان تمام باتوں پر ایمان رکھنا اور انھیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے بیان کے مطابق ماننا ضروری ہے۔

تقدیر پر ایمان

جہاں تک تقدیر پر ایمان لانے کی بات ہے تو یہ چار باتوں پر ایمان کو مشتمل ہے:

پہلی بات: جو کچھ ہوچکا تھا یا ہونے والا ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے نیز اسے بندوں سے متعلق دیگر امور جیسے بندوں کے احوال، ان کی عبادت، ان کی روزی روٹی، موت و زیست اور کارگزاریاں وغیرہ خوب معلوم ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔ جیساکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

"بےشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے"۔ [سورہ البقرہ: 231] ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾

"تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔" [سورہ الطلاق: 12]

دوسری بات: قضا وقدر کی ساری باتیں اللہ نے سبحانہ وتعالیٰ نے لکھ رکھی ہیں۔ جیساکہ اس کا فرمان ہے:

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ٤﴾

"زمین جو کچھ ان سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔" [سورہ ق: 4] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾

"اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔" [سورہ یسن: 12] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ٧٠﴾

"کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ

ہے۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔" [سورہ الحج: 70]

تیسری بات: اللہ کی مشیئتِ نافذہ پر ایمان؛ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جیساکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾

"اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔ [سورہ الحج: 18] ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ٨٢﴾

"وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا۔ وہ اسی وقت ہو جاتی ہے"۔ [سورہ یسن: 82] اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٣٠﴾

"اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا باحکمت ہے۔" [سورہ الانسان: 30]

چوتھی بات: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ساری موجودات کو پیدا کیا ہے، اس کے سوا کوئی خالق ہے نہ ہی کوئی اور رب۔ جیساکہ اُس کا فرمان ہے:

﴿ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيۡءٖۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ وَكِيلٞ ٦٢﴾

"اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے". [سورہ الزمر: 62] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ٣﴾

"لوگو! تم پر جو انعام اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمھیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟" [سورہ فاطر: 3] اس طرح اہلِ سنت وجماعت کے یہاں ایمان بالقدر (تقدیر پر ایمان) انہیں چار باتوں پر مشتمل ہے، اُن اہلِ بدعت کے برخلاف جنھوں نے ان میں سے بعض کا انکار کیا ہے۔

ایمان قول و عمل پر مشتمل ہے، جو اطاعت سے بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹتا ہے

اللہ پر ایمان کے اندر اس بات پر ایمان بھی داخل ہے کہ ایمان قول و عمل پر مشتمل ہے، جو اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے گھٹتا ہے۔ ساتھ ہی یہ کہ

کسی مسلمان کو شرک اور کفر سے کم تر کسی کبیرہ گناہ، جیسے زنا، چوری، سودخوری، نشہ آور اشیا کا استعمال، والدین کی نافرمانی وغیرہ کی بنیاد پر، جب تک ان کو حلال نہ سمجھے، کافر کہنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔" [النساء: 48]. ساتھ ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال باہر کرے گا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا، اللہ کے لیے دوستی کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا

اللہ پر ایمان کے اندر اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا، اللہ کے لیے دوستی رکھنا اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا بھی شامل ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمانوں سے محبت اور دوستی رکھے گا اور کافروں سے نفرت اور دشمنی۔ یاد رہے کہ اس امت کے

مسلمانوں کی فہرست میں سب سے اوپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت ان سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ نبیوں کے بعد سب سے اچھے لوگ ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے : «خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم» "سب سے اچھے لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے"۔[1] اس کے صحیح ہونے پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سب سے افضل صحابی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ، پھر باقی عشرہ مبشرہ اور ان کے بعد باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ ہے۔ اہل سنت والجماعت صحابہ کے بیچ رونما ہونے والے اختلافات کے پیچھے نہیں پڑتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس معاملے میں انھوں نے اجتہاد سے کام لیا تھا،لہذا جس کا اجتہاد صحیح تھا اسے دو اجر ملے گا اور جس کا اجتہاد غلط تھا اسے ایک اجر ملے گا۔ وہ اللہ کے رسول

---

[1] صحیح بخاری الشھادات (2509)، صحیح مسلم فضائل الصحابۃ (2533)، سنن ترمذی المناقب (3859)، سنن ابن ماجہ الاحکام (2362) اور مسند احمد (434/1)۔

صلی اللہ علیہ و سلم پر ایمان رکھنے والے آپ کے اہل بیت سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات سے بھی محبت رکھتے ہیں اور ان سبھی کے لیے اللہ کی رضامندی کی دعا کرتے ہیں، ساتھ ہی روافض کے طریقے سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھیوں سے نفرت کرتے ہیں، ان کو برا کہتے ہیں، اہل بیت کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں اور انھیں اللہ کے دیے ہوئے مقام و مرتبے سے اونچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ناصبیوں کے طریقے سے بھی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، جو اپنے قول و عمل سے اہل بیت کو اذیت دیتے ہیں۔

اب تک اختصار کے ساتھ ہم نے جو باتیں بیان کی ہیں، سب اس صحیح عقیدے کے اندر داخل ہیں، جن کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو بھیجا تھا۔ یہی فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، جس کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے: «لا تزال طائفة من أمتي على الحق منصورة لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي أمر الله سبحانه» "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور اسے اللہ کی مدد حاصل ہوتی رہے گی۔ اسے اس کا ساتھ چھوڑنے والے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کے قیامت

آ جائے گی"۔[1] اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے : «افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة، وافترقت النصارى على اثنتين وسبعين فرقة، وستفترق هذه الأمة على ثلاث وسبعين فرقة كلها في النار إلا واحدة فقال الصحابة: من هي يا رسول الله؟ قال: من كان على مثل ما أنا عليه وأصحابي» "یہودی اکہتر (71) فرقوں میں اور نصاری (72) فرقوں میں بٹ گئے تھےاورمیری امت تہتر(73) فرقوں میں بٹ جائے گی اور سوائے ایک فرقے کے سارے فرقے جہنم میں ہوں گے! صحابہ نے کہا : یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہ کی روش اور طریقے پر قائم رہے گا"۔[2] یہی وہ عقیدہ ہے، جسے مضبوطی سے تھامے رہنا، اس پر قائم رہنا اور اس کی مخالفت سے بچنا ضروری ہے۔

---

[1] مسلم، كتاب الإمارة (1920) ،ترمذی کتاب الفتن(2229) ابوداود کتاب لفتن والملاحم (4252) ،ابن ماجه، کتاب الفتن (3952) ،أحمد (279/5.

[2] ابن ماجہ الفتن (3992)۔

اس عقیدے سے انحراف کرنے والوں اور اس کی مخالف راہ پر چلنے والوں کا ذکر

ان کی قسمیں

جہاں تک اس راہ سے انحراف کرنے والوں اور اس کی مخالف راہوں پر چلنے والے لوگوں کی بات ہے، تو ان کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ بتوں، تھانوں، فرشتوں، اولیا، جنوں، درختوں اور پتھروں وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے رسولوں کی دعوت کو نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کیا، بلکہ اس کی مخالفت کی اور اس سے معاندانہ رویہ اپنایا۔ یہی وہ طرز عمل ہے جو قریش اور دیگر عرب قبیلوں نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ روا رکھا تھا۔ وہ اپنے باطل معبودوں سے ضرورتوں کی تکمیل، بیمار لوگوں کو شفا دینے اور دشمنوں پر فتح یابی کی فریاد کرتے، ان کے لیے جانور ذبح کرتے اور نذر و نیاز کرتے تھے۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کی ان باتوں کا رد کیا اور انھیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا، تو انھوں نے اسے ایک عجیب چیز سمجھا اور کہا:

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾

"کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا؟ واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔" [ص: 5].
لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم لگاتار انھیں اللہ کی جانب بلاتے رہے، شرک سے خوف دلاتے رہے اور ان کے سامنے اپنی دعوت کی حقیقت واضح کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے کچھ لوگو ں کو ہدایت دی۔ اس کے بعد لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے گئے۔ یہاں تک کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم، صحابۂ کرام اور اخلاص کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگوں کی مسلسل دعوت اور طویل جہاد کے بعد اللہ کا دین تمام ادیان پر غالب آ گیا۔ لیکن پھر حالات بدل گئے اور اکثر لوگوں پر جہالت غالب آ گئی، یہاں تک کہ زیادہ تر لوگ انبیا و اولیا کے بارے میں غلو اور ان سے دعا و فریاد جیسے طرح طرح کے شرک میں مبتلا ہوکر جاہلیت کے دین کی جانب لوٹ گئے۔ انھوں نے "لا الہ الا اللہ" کا وہ معنی بھی نہیں سمجھا جو عرب کے کافروں نے سمجھا تھا۔ فاللہ المستعان!

جہالت کے غلبے اور نبوی دور سے دوری کی وجہ سے یہ شرک لوگوں کے اندر ہمارے اس دور تک پھیلتا ہی چلا گیا۔

بعد کے بت پرستوں کا شبہ -اور یہ وہی شبہ ہے جو پہلے کے بت پرستوں کا تھا- اور بعض کفریہ عقائد کا ذکر:

بعد کے بت پرست بھی اسی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، جس میں پہلے کے بت پرست پڑے ہوئے تھے- دونوں کا کہنا ہے کہ ہمارے یہ معبود اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں اور ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہمیں اللہ کی قربت دلا دیں۔ اللہ نے ان کے اس شبہ کا رد کیا ہے اور بتایا ہے کہ جس نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کی، چاہے وہ کوئی بھی ہو، اس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اور کفر کیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے-

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں-" [سورہ یونس: 18]. چنانچہ اللہ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو، جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے." [سورہ یونس: 18]. اللہ پاک نے اس آیت میں بتایا کہ جس نے اس کے علاوہ نبیوں اور ولیوں یا کسی اور کی عبادت کی، اس نے شرک اکبر کیا، اگرچہ اس میں ملوث لوگ اسے کوئی اور نام دیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ﴾

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست بنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو بس اسی لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کردیں"۔ [سورہ الزمر: 3]. چنانچہ اللہ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ﴾

"یہ لوگ جس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں، اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا"۔ [سورہ الزمر: 3]. سو اللہ نے واضح کر دیا کہ ان کا دعا، خوف اور امید وغیرہ کے ذریعے کسی اور کی عبادت کرنا

اللہ کے ساتھ کفر ہے۔ ساتھ ان کے اس دعوے کو جھٹلا دیا کہ ان کے معبود انھیں اللہ کی قربت دلائیں گے۔

صحیح عقیدہ اور رسولوں کی تعلیمات کے مخالف اور کفریہ عقائد میں اس دور کے ملحدین کے عقائد بھی شامل ہیں، جو مارکس اور لینن جیسے الحاد و کفر کے داعیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ چاہے وہ اپنے افکار و نظریات کو اشتراکیت کا نام دیں یا شیوعیت کا یا بعثیت کا یا کچھ اور۔ ان تمام ملحدین کے یہاں بنیادی بات یہی ہے کہ کسی معبود کا کوئی وجود نہیں ہے اور زندگی مادہ ہے۔ آخرت، جنت و جہنم اور تمام ادیان کا انکار بھی ان کے یہاں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا اور ان کے افکار و نظریات کو پڑھنے والا ان کے ان عقائد سے بخوبی واقف ہے۔ جب کہ اس بات میں کہیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس طرح کے عقائد تمام آسمانی مذاہب کے مخالف ہیں اور اپنے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں بد ترین انجام سے دوچار کرنے والے ہیں۔

حق مخالف عقائد میں کچھ باطنیوں اور کچھ صوفیوں کا یہ عقیدہ بھی شامل ہے کہ ان کے کچھ نام نہاد اولیا، جنھیں وہ قطب، وتد اور غوث جیسے من گھڑنت ناموں سے پکارتے ہیں، کائنات کی تدبیر میں اللہ کے شریک ہیں اور اس میں تصرف بھی کرتے ہیں۔

یہ ربوبیت میں شرک کی بدترین مثال اور جاہلیت کے دور کے شرک سے بھی بھیانک شرک ہے۔ کیوں کہ عرب کے کافر ربوبیت میں شرک نہیں کرتے تھے۔ وہ صرف عبادت میں شرک کرتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کا شرک صرف خوش حالی کے وقت تک محدود تھا۔ وہ جیسے ہی کسی مشکل میں پڑتے خالص اللہ کو پکارنے لگتے تھے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ٦٥﴾

"پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے۔ پھر جب وہ انھیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں"۔ [سورہ العنکبوت: 65]. رہی بات ربوبیت کی، تو عرب کے لوگوں کو اس بات کا اعتراف تھا کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾

"اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انھیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔" [الزخرف: 87]. ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٣١﴾

"پوچھو تو سہی، تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے اور کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور مردے سے زندہ اور زندے سے مردہ کون نکالتا ہے، اور دنیا کے کاموں کو کون چلاتا ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ مشرک ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ پھر تم پوچھو کہ پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے"۔ [سورہ یونس: 31]. اس معنی و مفہوم کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

وہ باتیں جو پہلے کے مشرکوں کے یہاں نہیں تھیں، لیکن بعد کے مشرکوں کے یہاں پائی جاتی ہیں

بعد کے مشرک پہلے کے مشرکوں کے مقابلے میں دو باتوں میں آگے بڑھ چکے ہیں: پہلی بات : ان میں سے کچھ لوگ ربوبیت میں بھی شرک کرتے ہیں۔ دوسری بات : یہ لوگ خوش حالی کے ساتھ ساتھ پریشانی کے وقت بھی شرک کرتے ہیں۔ ان سے میل جول رکھنے والے، ان کے احوال پر نظر رکھنے والےں نیز مصر میں حسین اور بدوی کی قبر کے پاس، عدن میں عیدروس کی قبر کے پاس، یمن میں ہادی اور شام میں ابن عربی کی قبر کے پاس، عراق میں عبدالقادر

جیلانی کی قبر اور اس طرح کی دوسری مشہور قبروں کے پاس یہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا مشاہدہ کرنے والے ان باتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ سچائی یہ ہے کہ ان قبروں کے بارے میں عام لوگ غلو کے شکار ہیں اور انھیں اللہ کے بہت سارے حقوق دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے ایسے لوگ بھی خال خال ہی نظر آ رہے ہیں جو ان کا رد کریں اور عوام کے سامنے اس توحید کی حقیقت بیان کریں، جس کے ساتھ اللہ نے اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو بھیجا تھا اور آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو بھیجا تھا۔ ان حالات میں ہم انا للہ و انا الیہ راجعون ہی پڑھ سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت کی راہ پر دوبارہ واپس لائے، ان کے درمیان بڑی تعداد میں حق کے داعی پیدا فرمائے اور مسلم حکمرانوں و علما کو اس شرک سے لڑنے، اس کا اور اس کے وسائل کا خاتمہ کرنے کی توفیق دے۔ یقینا اللہ سننے والا اور قریب ہے۔

اسما و صفات کے باب میں صحیح عقیدے کے مخالف عقائد میں جہمیہ، معتزلہ اور ان کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ کے صفات کی نفی کرنے والے، اسے کمال پر مبنی صفات سے عاری قرار دینے والے اور معدوم و محال اشیا اور جمادات کے وصف سے موصوف کرنے والے اہل بدعت کے عقائد بھی شامل

ہیں،جب کہ اللہ تعالی ان کے قول سے کہیں زیادہ بلند وبالا ہے۔ ساتھ ہی اس میں اشاعرہ جیسے لوگوں کا عقیدہ بھی شامل ہے، جو بعض صفات کی نفی کرتے ہیں اور بعض کو ثابت مانتے ہیں۔ کیوں کہ انھوں نے جن صفات کو ثابت مانا، انھیں اسی طرح ان صفات کو بھی ماننا چاہیے، جن کی نفی کی ہے اور ان کے دلائل کی تاویل کر ڈالی ہے۔ نتیجے کے طور پر انھوں اپنے اس رویے کے ذریعے سمعی و عقلی دلائل کی مخالفت کی ہے اور واضح تناقض کے شکار ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اہل سنت والجماعت نے اللہ کے ان اسما و صفات کو ثابت مانا ہے، جنھیں خود اللہ نے اپنے لیے یا اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کے لیے ثابت کیا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے اللہ کو مخلوق کی مشابہت سے اس طرح پاک قرار دیا ہے کہ اس میں اسے اسما و صفات سے عاری قرار دینے کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ اس طرح انھوں نے تمام دلیلوں پر عمل کیا، تحریف و تعطیل کے شکار نہیں ہوئے اور تناقض سے بھی محفوظ رہے، جس کے دوسرے لوگ شکار ہو چکے ہیں۔ یہی نجات کا راستہ ہے،اور دنیا و آخرت میں سعادت کی راہ ہے۔ یہی وہ سیدھا راستہ ہے، جس پر اس امت کے سلف اور ائمہ چل کر گئے ہیں، پھر سچی بات یہ ہے کہ اس امت کے بعد کے لوگوں کی اصلاح اسی چیز کے ذریعے ممکن ہے، جس کے ذریعے اس

کے ابتدائی دور کے لوگوں کی اصلاح ہوئی ہے،اور وہ چیز ہے کتاب و سنت کی اتباع اور ان کی مخالف چیزوں سے کنارہ کشی۔

صرف ایک اللہ کی عبادت کا وجوب اور اللہ کے دشمنوں پر فتح یابی کے اسباب کا بیان

ایک مکلف پر واجب ہونے والی سب سے اہم چیز اور سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے اس پاک پروردگار کی عبادت کرے، جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے اور جس نے اپنی مقدس کتاب میں کہا ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ٥٤﴾

"بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد

رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔" [سورہ الأعراف: 54] اللہ پاک نے اپنی کتاب کے دوسرے مقام میں فرمایا ہے کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ عز و جل کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ٥٦﴾

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔" [سورہ الذاریات، آیت: 56]۔ یہ عبادت جس کے لیے اللہ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے، اس سے مراد ہے ہر طرح کی عبادتوں، جیسے نماز، روزہ، زکاۃ، حج، رکوع، سجدہ، طواف، ذبح، نذر، خوف، امید، فریاد، مدد مانگنا، پناہ مانگنا اوردعا کی تمام اقسام کو صرف اللہ کے لیے انجام دینا۔ اس میں اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے قرآن مجید اور سنت صحیحہ سے ماخوذ اس کے تمام اوامر کی بجا آوری اور اس کے تمام نواہی سے اجتناب بھی شامل ہے۔ اللہ نے تمام جنوں اور انسانوں کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے اور اسی عبادت کو بیان کرنے، اس کی تشریح کرنے، اس کی جانب بلانے اور اسے خالص اللہ کے لیے کرنے کا حکم دینے کے لیے رسولوں کو بھیجا اور کتابیں اتاری ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ٢١﴾

"اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا۔ یہی تمھارا بچاؤ ہے"۔ [البقرة: 21] ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾

"اور تمھارے رب نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو"۔ [سورہ الاسراء: 23] اس آیت میں آئے ہوئے لفظ "قضی" کے معنی حکم دیا اور وصیت کی، ہے۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ٥﴾

"اور انھیں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ تعالی کی عبادت کریں دین کو اسی کے لیے خالص کر کے یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور یہی درست دین ہے"۔ [سورہ البینۃ: 5] اللہ کی کتاب میں اس معنی کی بہت سی آیتیں موجود ہیں۔ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

"اور جو کچھ رسول تمھیں دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمھیں روک دیں اس سے رک جایا کرو۔" [سورہ الحشر: 7]. اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٥٩﴾

"اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرماں برداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف۔ اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔ [سورہ النساء: 59] ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی"۔ [سورہ النساء: 80]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔" [سورہ النحل: 36]۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ٢٥﴾

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو"۔ [سورہ الأنبیاء: 25]۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿الر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ١ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنَّنِي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ٢﴾

"الرٰ، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔"

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں"۔ [ہود: 1-2]

یہ محکم آیتیں اور کتاب اللہ میں موجود اس معنی کی دیگر ساری آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادتیں خالص طور پر اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ یہ بات

دین کی اصل بنیاد اور ملت کی اساس ہے۔ ساتھ ہی ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی راز ہے جنوں اور انسانوں کی پیدائش، رسولوں کی بعثت اور کتابوں کے اتارے جانے کا۔ لہذا تمام مکلف بندوں کو چاہیے کہ اس بات پر خصوصی توجہ دیں، اسے اچھی طرح سمجھیں اور انبیا و صالحین کے بارے میں غلو، ان کی قبروں پر عمارت بنانے، ان کو مسجد بنانے، ان کے اوپر گنبد تعمیر کرنے، ان سے مرادیں مانگنے، فریاد کرنے، ان کی پناہ لینے، ان سے ضرورت پوری کرنے کا سوال کرنے، مصیبتوں سے چھٹکارا مانگنے اور دشمنوں پر فتح یابی طلب کرنے جیسے الگ الگ قسم کے شرک سے، جس میں بہت سے اسلام سے نسبت رکھنے والے لوگ پڑے ہوئے ہیں، خود کو بچائے رکھیں۔ اللہ کی کتاب کے مدلول پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: «أتدري ما حق الله على العباد وحق العباد على الله؟ فقال معاذ: قلت الله ورسوله أعلم، فقال النبي –صلى الله عليه وسلم- حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، وحق العباد على الله أن لا يعذب من لا يشرك به شيئا» الحديث. "کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کے کیا حق ہیں اور اللہ پر بندوں کے کیا حق ہیں؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور

اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ جب کہ اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو عذاب نہ دے جو کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو"۔[1] صحیح بخاری میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: «من مات وهو يدعو لله ندا دخل النار» "جو شخص اس حال میں مرا کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراکر اسے پکارتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔"[2] جب کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: «من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة ومن لقيه يشرك به شيئا دخل النار» "جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو

---

1 صحیح بخاری الاستئذان (5912)، صحیح مسلم الایمان (30)، سنن ترمذی الایمان (2643)، سنن ابن ماجہ الزھد (4296) اور احمد (238/5)

2 صحیح بخاری تفسیر القرآن (4227)، صحیح مسلم الایمان (92) اور مسند احمد (374/1)۔

وہ جہنم میں داخل ہوگا"۔[1] کتب حدیث میں اس معنی و مفہوم کی بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ یہ ایک اہم ترین اور عظیم ترین مسئلہ ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو اسی لیے بھیجا تھا کہ لوگوں کو توحید کی جانب بلائیں اور شرک کی دنیا سے نکال باہر لائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا کام بخوبی انجام دیا اور اس راہ میں بڑی اذیتوں کا سامنا کیا، لیکن خود بھی صبر سے کام لیا اور آپ کے ساتھیوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ نتیجتا اللہ نے جزیرۂ عرب سے بتوں کا صفایا کر دیا اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے۔ کعبہ کے ارد گرد اور اس کے اندر رکھے گئے بتوں کو توڑ دیا گیا، لات، عزی اور منات کو ڈھا دیا گیا، عرب کے مختلف قبیلوں میں موجود الگ الگ بتوں کو بھی توڑ دیا گیا اور اس طرح اللہ کا کلمہ اونچا ہو گیا اور جزیرۂ عرب میں اسلام کا بول بالا قائم ہو گیا۔ پھر مسلمانوں نے جزیرۂ عرب کے باہر دعوت و جہاد کا کام شروع کیا اور اللہ نے ان بندوں کو راہ راست دکھایا، جن کی قسمت میں سعادت لکھ دی گئی تھی۔ اللہ نے ان خوش قسمت بندوں کے ذریعے آباد جہان کے بیشتر حصوں میں حق و انصاف کی دعوت کو پھیلایا۔ اس طرح وہ ہدایت کے علم بردار، حق کے قائد اور عدل و

---

[1] صحیح بخاری العلم (129)، صحیح مسلم الایمان (32) اور مسند احمد (157/3)۔

اصلاح کے داعی بن گئے۔ پھر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تابعین اور تبع تابعین نے بھی اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کی، توحید کی دعوت دی اور اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ اللہ نے بھی اس کی تائید و مدد کی، دشمنوں پر فتح و نصرت عطا کی اور اپنے اس قول میں کیے گئے وعدے کو پورا کیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ٧﴾

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا"۔ [سورہ محمد: 7] دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ٤٠ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ٤١﴾

"جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار

میں ہے"۔ (الحج: 40-41) لیکن پھر لوگ بدل گئے، الگ الگ راہوں میں چل پڑے، جہاد کے بارے میں سہولت پسندی سے کام لیا، راحت اور خواہشات کی پیروی کو ترجیح دی اور ان کے درمیان شریعت مخالف چیزوں کا چلن عام ہو گیا۔ نتیجتا ان کی بد اعمالیوں کے نتیجے میں اللہ نے ان کے حالات بھی بدل دیے اور ان پر دشمن کو مسلط کر دیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾

"یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی"۔ [سورہ الانفال: 53] تمام مسلمانوں پر واجب ہےخواہ وہ حکومتیں ہوں یا عوام کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں، خالص اسی کی عبادت کریں، اس کے سامنے اپنی کوتاہیوں اور گناہوں سے توبہ کریں، اللہ کے واجب کردہ فرائض کو ادا کرنے، اس کی حرام کردہ چیزوں سے دور رہنے، آپس میں ایک دوسرے کو اس کا حکم دینے اور اس معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کرنے میں چاق چوبند رہیں۔

ایک اہم ترین کام یہ ہے کہ شرعی حدود کو قائم کیا جائے، انسانی زندگی سے جڑے ہوئے ہر مسئلے میں

شریعت کو فیصلہ کن درجہ دیا جائے، ہر مسئلے میں فیصلہ کے لئے اسی کی طرف رجوع کیا جائے ، شریعت مخالف وضعی قوانین کو کالعدم قرار دیا جائے, ساتھ ہی اس کی طرف فیصلے کے لئے بالکل رجوع نہ کیا جائے اور تمام لوگوں کو شریعت کو ماننے کا پابند بنایا جائے۔ اسی طرح علما کی ذمے داری ہے کہ لوگوں کے اندر دینی سمجھ کو فروغ دیں، اسلامی بیداری کو عام کریں، ایک دوسرے کو حق پر عمل کرنے، اس پر قائم رہنے، بھلائی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور اس کام میں حکام کی ہمت افزائی کرنے کا حکم دیں۔ اس کے ساتھ ہی تباہ کن افکار و نظریات جیسے اشتراکیت، بعثیت قومی تعصب وغیرہ جیسے شریعت مخالف افکار کا مقابلہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حالات بہتر ہو سکتے ہیں، ان کا کھویا ہوا وقار واپس آ سکتا ہے، انھیں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے اور دوبارہ روئے زمین پر ان کا تسلط قائم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

”اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔“ [سورہ الروم: 47] ایک اور جگہ فرماتا ہے :

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي

ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ٥٥﴾

"تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں"۔ [النور: 55]. اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ٥١﴾

"یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیا کی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے"۔ [غافر: 51]

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ٥٢﴾

"جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی ان کے لیے لعنت ہی ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہو گا"۔ [غافر: 52]

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلم قائدین و عوام کی اصلاح فرمائے، انھیں دین کی سمجھ عطا کرے، ان کے اندر تقوی کی بنیاد پر اتحاد پیدا فرمائے، انھیں سیدھے راستے پر چلائے، ان کے ذریعے حق کی مدد اور باطل کی سرکوبی کرے، انھیں بھلائی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کو حق کا حکم دینے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرے۔ درحقیقت وہی اس کی طاقت رکھتا ہے۔ درود و سلام ہو اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی مخلوق میں سب سے بہتر شخص، ہمارے نبی، امام اور سردار محمد بن عبداللہ، ان کی آل، اصحاب اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں پر۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

فہرست

صحیح عقیدہ اور اس کے منافی امور 2
مقدمہ 2
اللہ تعالیٰ پر ایمان 7
فرشتوں پر ایمان 20
آسمانی کتابوں پر ایمان 22
رسولوں پر ایمان 25
آخرت کے دن پر ایمان 26
تقدیر پر ایمان 27
ایمان قول و عمل پر مشتمل ہے، جو اطاعت سے بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹتا ہے 30
اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا، اللہ کے لیے دوستی کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا 31
اس عقیدے سے انحراف کرنے والوں اور اس کی مخالف راہ پر چلنے والوں کا ذکر 35
صرف ایک اللہ کی عبادت کا وجوب اور اللہ کے دشمنوں پر فتح یابی کے اسباب کا بیان 44

ur152v1.0 - 03/09/2026